!عصمت دری کے واقعات: پس پردہ حقائق

آصف اقبال 12/02/2018

خواتین کے ساتھ زیادتیاں مختلف طریقہ سے ان کا استحصال ان کی عصمت وعفت کو تار تار کرنے کے واقعات وغیرہ ہر صبح اخبارات کی زینت ہوتے ہیں۔ کسی بھی زبان کا کوئی بھی اخبار ہو یا کسی بھی علاقہ ، ضلع اور ریاست سے نکلنے والا اخبار، وہاں کی مقامی خبروں میں اس قسم کی غیر شائستہ اور ظلم وستم کی داستیں درج ہوتی ہیں۔

گزشتہ سال 2017 میں گیارہ عصمت دری کے ایسے وحشیانہ واقعات سامنے آئے ہیں جنہوں نے وقتاً فوقتاً ملک اور اہل ملک کو دنیا کے سامنے شرمسار کیا ہے۔ان میں پہلا واقعہ 16 جون کا ہے۔ جس میں ایک 14 سالہ بچی کے ساتھ چھ کم عمر لڑکوں نے عصمت دری کی اور چلتی ٹرین سے پھینک دیا۔اس بچی کا کہنا تھا کہ جن لڑکوں نے اس کے ساتھ عصمت دری کی ان میں سے ایک لڑکا اسی میں چھوٹی کلاس میں پڑھنے والا تھا۔ عصمت دری کے بعد ان لڑکوں نے اس کو بری طرح پیٹا اور پھر ٹرین سے پھینک دیا۔ یہ بچی بیہوشی کے عالم میں کیول ریلوے اسٹیشن کی پٹریوں پر ملی تھی۔ دوسرا واقعہ ایک 19 سالہ ماں کا ہے جس کے ساتھ آٹھ ماہ کا بچہ تھا۔ یہ کم عمر عورت اپنے بچے کے ساتھ آٹو رکشہ میں جارہی تھی،اسی درمیان آٹو رکشہ ڈرائیور اور اس کے دو ساتھیوں نے منیسر ، گروگرام، ریاست ہریانہ میں اس کے ساتھ عصمت دری کی۔ جب آٹھ ماہ کا بچہ رونے اور چلانے لگا تو مجرمین نے اس بچے کو چلتے آٹو سے پھینک دیا، جس کے نتیجہ میں اس کی موت ہوگئی۔

تیسرا واقعہ رُہتک کے انڈسٹریل ٹاؤن شپ کا ہے جہاں ایک 23 سالہ لڑکی خوفناک حالت میں مری ہوئی ملی۔ لڑکی سے اجتماعی عصمت دری کی گئی اور پھر اس کا سر پتھروں سے کچل دیا گیا۔اس لڑکی کو سونی پت سے پہلے اغوا کیا گیا تھا،اغوا کرنے والوں میں اس کا ایک جاننے والا بھی تھا اور بعد میں اس کے ساتھ یہ خوفناک واقعہ پیش آیا۔ چوتھا واقعہ ایک چھوٹی بچی کا ہے جو آٹھ سال کی ہے۔ کلکتہ کی رہنے والی اس چھوٹی بچی کے ساتھ اس کے چچانے کئی مرتبہ منہ کالا کیا۔ چوتھا واقعہ جیور، بلند شہر کا ہے جہاں ایک پینتس سالہ خاتون اور اس کی چودہ سالہ بچی کے ساتھ اجتماعی عصمت دری کا شرمناک واقعہ اس وقت پیش آیا جبکہ وہ جیور سے بلند شہر اسپتال جا رہی تھیں۔ جس گاڑی وہ وہ جارہی تھی اس کے دو ٹائیر پنچر ہوگئے، ڈرائیور نے مدد مانگی تو چھ لوگوں نے ان پر چاقوئوں اور پستول سے

حملہ کر دیا۔ چھٹاواقعہ بہار کے کھگاریہ ضلع کاہے جہاں ایک کالج طالبہ کی عصمت دری کی گئی اور بعد میں اسی کے بوائے فرینڈ نے اپنے ہی گھر میں اس لڑکی کو زندہ جلادیا۔ یہ لڑکا پہلے گھر میں داخل ہوا، عصمت دری کی، بعد میں اس پر کروسین کا تیل ڈالا اور آگ لگادی۔ ساتواں واقعہ ایک اڑتیس سالہ خاتون کا ہے۔ یہ خاتون تلنگانہ کی رہنے والی ہے، اس کا الزام ہے کہ اس کے ساتھ نے اسے شراب پلائی اور خود بھی پی، اس کے بعد اس کی عصمت دری کی۔ جس شخص نے اس کی عصمت دری کی اس کی عمر ساٹھ سال تھی اور اس کی بیوی نے اس کی فلم بنائی۔ نیز اسے دھمکایا کہ اگر اس نے اس سلسلہ کو بند کیا تو وہ اس کی فلم کو عام کر دیں گے۔ آٹھواں واقعہ ایک سات سالہ بچی کا ہے۔ یہ بچی اترپردیش کے امریہ بڑاون گاؤں کی رہنے والی ہے۔ بچی کو اس کے گھر سے اٹھایا گیا اور عصمت دری کی گئی۔ بعد میں اسے گاؤں والوں نے ایک کھیت میں خون میں لت پت پایا۔ نواں واقعہ ایک چھبیس سالہ خاتون کا ہے۔ خاتون کے ساتھ تین لوگوں چلتی کار میں دہلی، گڑگاؤں باڈر پے عصمت دری کی اور بعد میں چلتی گاڑی سے اسے پھینک دیا۔ پانچ گھنٹہ تک اس خاتون کی عصمت تار تار کی گئی اور قتل کی دھمکی دی گئی۔ دسواں واقعہ منگلورو کے سَسی ہتلو علاقہ کا ہے جہاں ایک کم عمر کالج کی طالبہ کے والد نے بے شمار مرتبہ اس کی عصمت دری کی۔ عصمت دری کے نتیجہ میں اس کی ایک بچی پیدا ہوئی جو اسپتال ہی میں مر گئی۔ اور آخری یعنی گیارواں واقعہ اپریل 2017 کا ہے۔ یہ کم عمر بچی جسمانی طور پر معذور تھی۔ اس کے ساتھ لورڈ جگناتھ ٹیمپل میں عصمت دری کی گئی۔ یہ واقعہ اس وقت پیش آیا جب وہ مندر میں درشن کے بعد واپس لوٹ رہی تھی اور مندر تقریباً ویران ہو چکا تھا۔

یہ چند واقعات وہ ہیں جنہیں انڈیا ٹائمس ڈاٹ کام نے 19 جون 2017 میں شائع کیا ہے۔ اس کے علاوہ بے شمار واقعات ہیں جو ملک میں ہر دن سامنے آتے ہیں۔ لیکن ہم محسوس کر سکتے ہیں کہ مضمون کا قاری جب ان گیارہ واقعات کی مختصر ترین تفصیلات سے آگاہ ہو رہا تھا تو اس کی روح اندر سے کراہیت محسوس کر رہی تھی۔ ان واقعات کو پڑھتے ہوئے جہاں ایک جانب معاشرے کی بدترین شکل ہمارے سامنے آرہی تھی وہیں ملک میں لا اینڈ آڈر کی خراب صورتحال کو بھی باخوبی سمجھا جاسکتا ہے۔ ہیومن رائٹس واچ پروجیکٹ کے تحت کیے گئے سیمپل سروے میں یہ بات سامنے آئی ہے کہ 7,200 نابالغ بچے، کا فیصد بتا رہا ہے کہ 100,000 میں سے 1.6 کی ہر سال عصمت دری ہوتی ہے۔ یہ وہ بچے اور ان کے والدین یا رشتہ دار ہیں جنہیں پولیس میں شکایت کرتے ہوئے، ایف آئی آر لکھاتے ہوئے پولیس کے ذریعہ بدسلوکی اور ذلت کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ وہیں دوسری جانب چھوٹی بچیوں کا اغوا کیا جانا اور انہیں عصمت فروشی کے بازار میں لانا عام ہے۔ اس لحاظ سے بچوں کے ساتھ عصمت دری اور عصمت فروشی میں ہندوستان دنیا میں ساتویں نمبر پر ہے۔ دوسری جانب تصویر کا رخ یہ بھی ہے کہ بدسلوکی اور ذلت ورسوائی کے ڈر سے بڑی تعداد میں عصمت دری کا شکار بچیاں اور خواتین رپورٹ درج نہیں کراتیں ۔

2014میں حکومت کے اندازے کے مطابق ملک میں صرف 5 سے 6 فیصد عصمت دری کی شکار خواتین و بچیاں ہی رپورٹ لکھواتی ہیں۔ نیشنل کرائم ریکارڈ بیورو اور نیشنل فیملی ہیلتھ سروے کہتے ہیں کہ 2005 میں صرف 5.8% فیصد ہی اس طرح کے کیسیس سامنے آئے ہیں۔اور یہ سب اعداد و شمار عصمت دری کی اس تعریف کے زیر اثر میں جس میں عصمت دری صرف کہا ہی اسے گیا ہے جبکہ ایک مرد اور عورت کے جسمانی تعلق کو کسی بھی ایک جانب سے اور خصوصاً عورت کی خواہش کے خلاف ہو، یا اس کی مرضی کے خلاف ہو یا اس حالت میں بھی جبکہ وہ کسی مرد سے دلچسپی رکھتی ہو لیکن اسے موت کا ڈر یا اذیت دے کر جسمانی تعلقات قائم کیے جائیں، وغیرہ۔

برخلاف اس کے جو معاملات مرضی سے انجام دیے جا رہے ہیں، جہاں مرد اور عورت یا بالغ لڑکی اور لڑکے کو اعتراض نہ ہو یا پھر وہ لیوان ریلیشن میں ہوں، عصمت دری نہیں کہا جائے گا۔ان حالات میں اگر ایک سرسری نظر معاشرہ پر ڈالی جائے تو بد صورت شکل کے سوا کوئی شکل ہمارے سامنے نہیں آئے گی۔ایک ایسی بد صورت شکل جہاں جذبات اور خواہشات کے لیے ایک دوسرے کے ساتھ رشتے قائم کیے جاتے ہیں اور جلد ہی ختم بھی کر دیے جاتے ہیں۔ جہاں گھر اور خاندان بکھر رہے ہیں۔ جہاں میاں اور بیوی کے درمیان ناچاقیاں بڑھ رہی ہیں۔ جہاں گھریلو اور معاشی و معاشرتی تشدد بڑھتا جا رہا ہے۔ جہاں اخلاق و کردار کا کوئی خاص پیمانہ نہیں ہے۔ان حالات میں اگر تصور کیا جائے آنے والی اس نسل پر جو ملک کا مستقبل ہے تو تصور کر کے ہی جھرجھری چھوٹ جاتی ہے۔ ہم کس نسل کو تیار کر رہے ہیں؟ اور کس اخلاق و کردار کے معیار پر؟

متذکرہ گفتگو کے پس منظر میں عام رائے یہی ہے کہ آج عورت کو صرف حسن اور شہوات کی تسکین کا ذریعہ سمجھ لیا گیا ہے۔ لہذا جو اثرات ہمارے ملک اور معاشرے پر مرتب ہو رہے ہیں وہ حد درجہ خطرناک ہیں۔ جنسی کشش سے زندگی کے پاکیزہ روابط بری طرح بے اثر ہوئے ہیں۔ لہذا ان حالات کے پس منظر میں نہ صرف سنجیدگی کے ساتھ غور و فکر ہونا چاہیے بلکہ تفریح کے ذرائعہ، تہذیب و ثقافت اور ملک کی داخلی پالیسی میں بھی اہل اقتدار اور معاشرہ کے سنجیدہ افراد کو عملی تدابیر کی نئی راہیں تلاش کرنی چاہیں۔

(عصمت دری کے واقعات: پس پردہ حقائق !(دوسری قسط

آصف اقبال 19/02/2018

9مارچ 2015بی بی سی ہندی ویب سائٹ پر ایک مضمون سُدھیتی ناسکر کا شائع ہوا تھا۔ جس میں عصمت دری کے واقعات پر خاموشی کی پانچ وجوہات بیان کی گئیں تھیں۔ گرچہ مضمون تین سال پرانا ہے اس کے باوجود جن وجوہات کو اس مضمون میں بیان کیا گیا ہے وہ اہم ہیں اور بیشتر واقعات میں بیان کردہ وجوہات آج بھی برقرار رہیں۔ مضمون نگار نے مغربی بنگال کے مرشدآباد ضلع کا دورہ کیا جس میں بتایا کہ وہاں تعلیم اور صحت سے وابستہ سہولیات برائے نام ہیں۔ ضلع میں جن خواتین سے ملاقات ہوئی ان میں کئی خواتین ایسی ہیں جنھوں نے اپنے ساتھ ہوئی زیادتی و عصمت دری کے واقعات کی رپورٹ درج نہیں کرائی۔ مضمون نگار نے جب اس سلسلے کی وجوہات مقامی لوگوں سے جاننے کی کوشش کی تو نتیجہ میں پانچ اہم باتیں سامنے آئیں۔ پہلی بات یہ تھی کہ ہمیں لڑکیوں کی شادی کرنی ہے۔ لہذا جس فرد نے یا جن افراد نے عصمت دری کی ہے اگر ہم اس کی رپورٹ لکھواتے ہیں تو واقعہ عام ہو جائے گا اور ہم لڑکی کا شوہر نہیں ڈھونڈ پائیں گے۔ کیونکہ عام ہونے کے نتیجہ میں لوگ ہماری لڑکی سے شادی نہیں کریں گے۔ متاثرہ لڑکی کالج جا رہی ہے اور اپنے بدترین ماضی کو بھول کے آگے بڑھنا چاہتی ہے۔

دوسرا واقعہ ایک شادی شدہ عورت کا ہے جو حد درجہ نچلی ذات سے تعلق رکھتی ہے اور ایک کسان کی بیوی ہے۔ گرچہ وہ اپنی عصمت بچانے میں کامیاب ہو گئی لیکن جب مجرم کو کیفر کردار تک پہنچانے کی بات آئی تو پہلے تو گائوں والوں ہی نے اس عورت کو روک دیا اور بعد میں اسے بد چلن کہا گیا۔ ساتھ ہی یہ بھی کہا گیا کہ عورت ہی دراصل ایک اچھے آدمی کو برے کام کے لیے ورغلا رہی تھی۔ متاثرہ کہتی ہے یہاں کے معاشرہ میں مظلوم کے سر ہی الزام لگانے کا رواج ہے۔ ان متاثرہ خواتین کیسے مسائل کا سامنا کریں؟

تیسرا واقعہ ایک ساٹھ سالہ بیوہ کی 19سالہ چھوٹی بیٹی کا ہے۔ یہ بچی بھی اپنی عصمت بچانے میں کامیاب ہو گئیلیکن جن فرد نے اس پے حملہ کیا تھا وہ معاشرتی اعتبار سے طاقت ور ہے۔ لہذا اس کے سامنے وہ اپنے آپ کو مجبور پاتی ہے۔ پولیس میں جانا، شکایت درج کرانا بوڑھی اور کمزور عورت کے لیے دشوار گزار عمل ہے وہیں معاشرتی اعتبار سے طاقت ور لوگوں کے خلاف شکایت درج کرانا اپنے لیے مزید دشواریاں پیدا کرنا ہے۔ لہذا ظالم کھلے عام گھوم رہا ہے اور مظلوم اپنی عزت بچانے کی خاطر خاموش ہے۔

چوتھی وجہ ان معاملات میں خاموش رہنے کی جو سامنے آئی ہے وہ بالکل ہی عجیب وغریب ہے۔ اور وہ ہے پورے گاؤں کی عزت بچانے اور برقرار رکھنے کی فکر۔ جس میں گاؤں کے بڑے اور عزت ور سوخ رکھنے والے لوگ مظلومین کو خاموش رہنے کی ہدایت دیتے ہیں۔ اور سمجھاتے ہیں کہ اگر ظلم کے خلاف وہ آواز اٹھائیں گے، شکایت درج کرائیں گے تو پورا گاؤں بدنامی کا شکار ہوگا لہذا خاموشی اختیار کی جائے۔ نتیجہ میں کوئی آپسی تناؤ نہیں ہوگا اور امن وامان برقرار رہے گا۔ لیکن سوال یہ اٹھنا چاہیے کہ یہ کیسا امن ہے اور یہ کیسا آپسی بھائی چارہ ہے جہاں مجرم کو بچایا جاتا ہے اور مظلوم کو خاموش رہنے کی ہدایت دی جاتی ہے؟ جہاں برائیوں کو مزید بڑھنے کے مواقع میسر کیے جاتے ہیں اور ظلم وزیادتیوں میں اضافہ کے لیے سوچے سمجھے انداز میں حمایت کی جاتی ہے؟

آخری اور پانچواں واقعہ وہ ہے جس میں عصمت دری کے واقعہ کو پولیس نے آپسی رضامندی پر مبنی قرار دیا اور پھر قتل کے واقعہ کو درج کیا۔ لیکن پوسٹ مارٹم رپورٹ اُس کی تردید کرتی ہے۔ رپورٹ کہتی ہے کہ عورت کے ساتھ زبردستی عصمت دری کی گئی اور پھر اسے قتل کر دیا گیا۔ مظلومہ کا شوہر دہلی اور کلکتہ میں انسانی حقوق کے لیے دوڑ رہا ہے وہیں اس کے ساتھ انصاف کے حصول میں شامل ایک اور شخص کا کہنا ہے کہ پولیس پر عصمت دری کے واقعات کو کم دکھانے کا سیاسی دباؤ ہے۔

درج بالا واقعات اور حقائق کے علاوہ عصمت دری کے واقعات میں زیادتی کی کئی اور وجوہات بھی بیان کی جاتی ہیں۔ کچھ نکات کی شکل میں انہیں بھی درج کیا جارہا ہے، ان پر بھی توجہ کی ضرورت ہے۔ نمبر ایک؛ زیادہ تر متاثرہ خواتین اپنی شکایات اس لیے درج نہیں کراتیں کیونکہ پولیس تھانوں میں خواتین پولیس کی کمی ہے۔ مرد پولیس والے ان سے ایسے سوال کرتے ہیں جس کے جواب دیتے ہوئے انہیں حد درجہ شرم کا سامنا کرنا پڑتا ہے لہذا وہ خاموش رہتی ہیں۔ نمبر دو؛ پولیس عام لوگوں کی حفاظت کرنے کی بجائے وی وی آئی پی لوگوں کی حفاظت میں زیادہ مصروف رہتی ہے، نتیجہ میں جرائم میں اضافہ ہو رہا ہے۔ نمبر تین؛ خواتین جو کپڑے زیب تن کرتی ہیں اس میں اس بات کا امکان بڑھ جاتا ہے کہ مرد اُن کی جانب متوجہ ہوں گے۔ کم کپڑے، کھلے ہوئے جسم، اور جسم کے پوشیدہ حصوں کی نمائش، مردوں کو برائی پر ابھارتے ہیں۔

ایک سروے کی روشنی میں 68% فیصد مردوں کا ماننا ہے کہ خواتین کے فحش اور جذبات بھڑکانے والے کپڑے عصمت دری کے واقعات میں اضافہ کا سبب ہیں۔ نمبر تین؛ خواتین کے ساتھ ہونے والا گھریلو تشدد عام ہے۔ پندرہ سے انیس سال

کے 53% فیصد لڑکے اور 57% فیصد لڑکیاں مانتی ہیں کہ گھروں میں خواتین کو پیٹنا،ان کے ساتھ گھریلو تشدد کے واقعات عام بات ہیں۔خواتین کو پیٹا جاتا ہے اور ان کے ساتھ گھریلو تشدد بھی کیا جاتا ہے۔اس پس منظر میں جب لڑکے جوان ہوتے ہیں اور خواتین کے ساتھ زیادتیوں کو وہ اپنے گھر اور خاندان میں عام سمجھتے ہیں تو پھر سماج میں بھی خواتین کے ساتھ زیادتیوں میں وہ شرم محسوس نہیں کرتے۔یہاں تک کہ جرائم اور عصمت دری کے واقعات ان کے لیے کوئی معنی نہیں رکھتے،ساتھ ہی ان کی نظر میں خواتین کی کوئی عزت نہیں ہوتی۔نمبر چار؛خواتین اور بچوں کے ویلفیئر ڈپارٹمنٹ کی رپورٹ کی روشنی میں معاشرہ میں خواتین کی حفاظت کے انتظامات میں کمی ہے۔بس اسٹاپ،ریلوے اسٹیشن،اسکول،محلہ اور گلیاں کوئی جگہ بھی محفوظ نہیں ہے۔نمبر پانچ؛انفرادی واجتماعی عصمت دری میں مبتلا خواتین وبچیوں پر خاندان اور معاشرہ کی سطح پر سمجھوتہ کرنے کا دباؤ ہوتا ہے۔کئی بار پولیس والے بھی متاثرہ پر دباؤ ڈال کر کیس درج نہیں کرتے۔نتیجہ میں عصمت سے کھیلنے والوں کی ہمت بڑھ جاتی ہے اور وہ ایسے ہی گھناؤنی حرکات کو انجام دینے سے گریز نہیں کرتے۔نیز لا اینڈ آڈر کی کمزور صورتحال بھی ان واقعات کی زیادتی کا سبب ہیں۔عدالتوں میں جج صاحبان کی کمی کے باعث زیر التوا مقدموں میں حد درجہ وقت درکار ہوتا ہے۔جس کے نتیجہ میں حالات تبدیل ہوتے رہتے ہیں ساتھ ہی فیصلہ آنے میں دیر لگتی ہے۔اس دوران مجرمین مختلف طریقوں سے کیس کو کمزور کرنے میں مصروف عمل رہتے ہیں اور ثبوت مٹانے میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔

درج بالا واقعات اور حقائق کی روشنی میں یہ بات سمجھنا ضروری ہے کہ ہندوستانی معاشرہ میں عورت کو جو مقام ملنا چاہیے تھا وہ آج تک کیوں نہیں ملا؟سوال یہ بھی کیا جانا چاہیے کہ آخر عورت جس کو ہندوستانی معاشر دیوی کہتا اور لکھتا ہے، یہاں تک کہ بہت دیوی"ہوتا ہے، نیز دیوتائوں کے ساتھ ساتھ دیوئوں کی پوجا کی جاتی ہے،ایسے معاشرہ میں عورت ''ساری خواتین کے نام کا حصہ — کے ساتھ اس قدر ظلم وزیادتیاں کیوں عام ہیں؟ گرچہ عورت کمزور ہے، مظلوم ہے، عزت بچانے کی خاطر خاموش ہے، لیکن مرد حضرات کو کس نے اجازت دی ہے کہ وہ اِن مظلوم، کمزور اور عزت نفس کے ماری خواتین کی عفت وعصمت سے کھلواڑ کریں؟ کیا اس کے پیچھے کوئی نظریہ اور فکر وعمل کار فرما ہے؟ یا پھر ہندوستانی معاشرہ میں کچھ ایسی کہانیاں رائج ہیں جنہوں نے انسانوں کو مختلف خانوں میں تقسیم کر دیا ہے؟ انہیں حقیر اور ذلیل قرار دیا ہے،ان کے ساتھ ہونے والے ظلم اور زیادتیوں کو صحیح ٹھہرایا ہے؟ یا پھر ہمارے ملک کا عدل وانصاف کا نظام ہی حد درجہ کمزور ہے؟

برخلاف اس کے اللہ تعالیٰ نے تمام انسانوں کی تکریم لازم قرار دی ہے چاہے وہ مرد ہوں یا خواتین، نیز زنا کے معاملہ میں اللہ تعالیٰ کا قانون سخت ہے۔ قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''زانیہ عورت اور زانی مرد، دونوں میں سے ہر ایک کو سو کوڑے مارو۔ اور ان پر ترس کھانے کا جذبہ اللہ کے دین کے معاملے میں تم کو دامن گیر نہ ہوا گر تم اللہ اور روز آخر پر ایمان رکھتے ہو۔ اور ان کو سزا دیتے وقت اہل ایمان کا ایک گروہ موجود رہے۔''(النور ۲:)